Sri Shyam Sunder Press Hyd-Dn

بچوں کا واحد ترجمان

ماہنامہ مسلم حیدرآباد دکن

مقام اشاعت
محلہ گلبلگوڑہ حیدرآباد دکن

چندہ سالانہ معہ محصولڈاک (عہ/ ۱)
فی پرچہ (۴/)

جلد (۱) | ماہ ذالحجہ ۱۳۶۶ھ | شمارہ (۱۲)

فہرست مضامین

شذرات

آزاد حیدر آباد کے نونہالوں کا دلی ترجمان مسلم کا زیرِ نظر بارہواں شمارہ جو ہمارے پہلے سال کا آخری نمبر ہے عید کی مبارکباد دیتے ہوئے آپکی خدمت کیلئے حاضر ہے

ہم اپنے ان معصوم عزیزوں کے لئے ایک کثیر نقصان برداشت کرتے ہوئے کامیابی کے ساتھ خدمت انجام دیتے رہے ہے کاغذ کی عدم دستیابی اور طباعت کی جن جن دشواریوں کا سامنا ہمیں کرنا پڑا ہم نے مستقل مزاجی سے ان کا مقابلہ کیا ہمیں امید ہے کہ ہمارے وہ مسلمان بھائی جن پر اپنے ننھے معصوموں کی تربیت کی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں وہ بخوبی محسوس کرتے ہونگے کہ مسلم میں شائع ہونے والے مضامین کس حد تک بچوں کے معاون رہے ہیں بچوں کی اخلاقی تعلیم اور تربیت ہی صحیح معنوں میں ان کی آئندہ زندگی میں مشعل راہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ہماری گذارش یہ نہیں ہے کہ اس خادم پرچے کیلئے جائداد یں یا زر نقد پیش کیا جائے بلکہ اہل کرم حضرات سے یہ التماس ہے کہ ہر معاون صاحب ایک ایک خریدار مہیا کر کے ہم کو مشکور اور پرچہ کو منزل کے جانب بڑھنے میں مدد دیں۔

مولانا ابو محمد مصلح صاحب
بانی عالمگیر تحریک قرآن مجید

بچوں کی تفسیر

بچو! خدا جس طرح بڑوں کا ہے اسی طرح بچوں کا بھی خدا ہے اور اس نے جس طرح بڑوں کے سمجھنے اور کرنے کی باتیں بتائی ہیں اسی طرح بچوں کے سمجھنے اور کرنے کی باتیں بھی بتائی ہیں اگر اس کے خلاف ہوتا تو ایک طرح کی ناانصافی ہوتی حالانکہ خدا انصاف کا مالک ہے وہ بے انصافی کو ہرگز پسند نہیں فرماتا لوگ کہتے ہیں کہ اسلام پہلے جیسا اسلام نہیں رہا اور مسلمانوں کی حالت وہ نہیں رہی جو پہلے تھی لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ پہلی بہتر حالت قرآن پاک کے علم علم و عمل کا نتیجہ تھی اور اب قرآن کا علم ہی عام اور لازمی نہیں ہے۔ پھر عمل کا کیا ذکر لیکن میں تو یہ کہتا ہوں کہ حال کے مسلمان کا تو جو حال ہے حال ہے اس کو چھوڑ دے مستقبل کا بھی خدا حافظ ہے کیونکہ مسلمان آج اپنی اولاد کے لئے قرآن مجید کی بامعنی تعلیم

کو عام اور لازمی کرنے کا سامان نہیں کر رہے ہیں۔

لھذا میں اپنے پیارے بچے بچیوں سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تم لوگ اُن بڑوں کی توجہ کا انتظار نہ کرو بلکہ خود تیار ہو جاؤ کہ اپنے مستقبل کو قرآنی بناؤ گے۔ اور جیسا کہ کہا گیا تمہارا خدا تم سے یہی چاہتا ہے اگر اوپر کی باتیں تمہاری سمجھ میں اچھی طرح آگئی ہیں تو انتظار کرو آیندہ ہم تمہیں وہ باتیں قرآن مجید کی بتائینگے جو تمہاری سمجھ کے لائق ہوں گی اور تم اس پر عمل کر کے اپنی دین و دنیا کو بنا سکو گے۔

مشاہیر پاکستان اور انکی مختصر سوانح حیات

محمد مصلح الدین احمد
متعلم نہم مدرسہ فوقانیہ رائچور

قائد اعظم محمد علی جناح ۔ ایک ایسی خوشی اور مسرت کے دن جبکہ دنیا کے مسیحی لوگ کرسمس کے تقاریب منا رہے تھے۔ کراچی کے شہر میں بروز کرسمس ۱۸۷۶ء کو مسلمانان ہند کے قائد اعظم محمد علی جناح پیدا ہوئے آپ کے والد ایک کامیاب اور متمول تاجر تھے ابتدائی تعلیم کراچی میں حاصل کی سولہ سال کی عمر میں تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے انگلستان روانہ ہوئے اور ۱۸۹۶ء میں بیرسٹر بن کر ہندوستان آئے جبکہ آپ کی عمر صرف بیس سال کی تھی اسکے بعد آپ بمبئی چلے گئے اور وکالت شروع کی۔ اور رفتہ رفتہ آپ ہندوستان کے مشہور بیرسٹروں میں شمار ہونے لگے۔ ابتداء میں آپ کانگریس میں شریک رہے لیکن آپ نے کانگریس کی ہندو نوازی اور مسلم دشمنی سے واقف ہو کر آپ نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی اور ۱۹۱۳ء میں مسلم لیگ میں شریک ہوئے۔ آپ مسلم لیگ کی صدارت پر ۴ مارچ ۱۹۳۶ء سے فائز ہوئے اور صرف ۱۰ سال کی مختصر سی مدت میں

مسلمانان ھند کی مملکت پاکستان قایم کرادی اور آپ اب مملکت پاکستان کے پہلے گورنر جنرل ہیں۔ اور ۱۰ کروڑ مسلمان ہند اور مسلمانان عالم کے قاید اعظم ہیں۔

لیاقت علی خاں وزیر اعظم پاکستان:۔ آپ یکم اکتوبر ۱۸۹۵ء کو پیدا ہوئے آپ نے ایم اے مسلم علیگڑھ یونیورسٹی سے کامیاب کیا اس کے بعد آپ انگلستان تشریف لے گئے اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے بیرسٹری کا امتحان کامیاب کیا۔ اور آنرز میں کامیابی حاصل کی ۱۹۲۲ء میں واپسی ہندوستان پر صوبہ متحدہ کی لجیلیٹو کونسل کے رکن منتخب ہوئے اور ۱۹۲۶ء تک رہے مسلم لیگ تنظیم میں آپ ۱۹۳۶ء میں معتمد اعزازی منتخب ہوئے اور قاید اعظم جناح نے آپکو مرکزی پارلیمانی مجلس کا صدر اور مجلس عمل کا داعی مقرر کیا۔ آپ نے پہلی شملہ کانفرس جو لارڈ ویول سابق وایسرائے ہند اور دوسری سہ جماعتی کانفرس جو وزارتی وفد کی ہندوستان میں موجودگی میں منعقد ہوئی تھی آپ مسلم لیگ کے جانب سے شریک رہے آپ نے مسلم لیگ کے فیصلے کے تعمیل اپنا خاندانی نام "نواب زادہ" بھی کہلانا ناپسند فرمایا۔ آپ انگریزی روزنامہ "ڈان" اور اردو روزنامہ "منشور" کے ڈایرکٹر ہیں۔ آپ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو عارضی حکومت ہند کے وزیر مالیہ مقرر ہوئے۔ آپ کا موازنہ ہندوستان کا بہترین موازنہ تصور کیا جاتا ہے آپ ۳۰ نومبر ۱۹۴۶ء کو لندن تشریف لے گئے اسلیئے کہ ہندوستان کے مسلہ پر گفتگو کرنے کیلئے برطانوی حکومت نے آپ اور قاید اعظم محمد علی جناح کو دعوت دی تھی۔ آپ ۳ جون ۱۹۴۷ء کی تاریخی کانفرنس میں مسلم لیگ کی جانب سے شریک تھے جس میں ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ ہوا۔ آپ اب پاکستان کے وزیر اعظم ہیں۔

سردار عبدالرب نشتر:۔ آپ ۱۸۹۹ء بمقام پشاور پیدا ہوئے آپ ۱۹۲۹ء میں مسلم لیگ میں شریک ہوئے جب سردار اورنگ زیب خان نے ۱۹۴۳ء میں سرحد میں مسلم لیگی وزارت قائم کی تو آپ وزیر مالیہ ہوئے آپ شمال مغربی سرحدی صوبہ کے

ہر دلعزیز قائد ہیں۔ آپ کل ہند مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے بھی رکن رہ چکے ہیں۔ آپ پہلی شملہ کانفرنس میں مسلمانان ہند کی واحد نمایندہ جماعت مسلم لیگ کی جانب سے شریک رہے اور سہ جماعتی کانفرنس میں بھی آپ نے مسلم لیگ کی نمایندگی کی۔ آپ ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۶ء کو عارضی حکومت ہند کے وزیر مواصلات مقرر ہوئے آپ ۲ جون ۱۹۴۷ء کی تاریخی کانفرنس میں شریک رہے جس میں ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ آپ اب مملکت پاکستان کے وزیر مواصلات رسل و رسائل ہیں۔

نواب محمد اسماعیل خان:۔ آپ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے اور آپ علیگڑھ میں تعلیم پائے اور انگلستان تشریف لے گئے اور کیمبرج یونیورسٹی میں شریک رہے۔ اور بیرسٹر بنے۔ آپ پنڈت موتی لال نہرو کے بڑے حامی تھے۔ آپ ایک عرصہ تک کانگریس میں رہے جب قائد اعظم جناح نے ۱۹۳۶ء میں مسلمانوں سے منظم ہو جانے اور مسلم لیگ کی تنظیم جدید کرنے کا مطالبہ کیا تو آپ مسلم لیگ صوبہ متحدہ کے صدر ہوئے کل ہند مسلم لیگ کی میقات کراچی بابتہ ۱۹۴۴ء میں قائد اعظم نے آپ کو مسلم لیگ کی مجلس عمل کا صدر نشین مقرر کیا آپ ۱۹۲۳ء سے ۱۹۲۵ء تک علیگڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر (معین امیر جامعہ) رہے اور آپ آل انڈیا مسلم ایجوکیشنل کانفرنس کے صدر بھی رہ چکے ہیں آپ پہلی شملہ کانفرنس اور سہ جماعتی کانفرنس مسلم لیگ کے نمایندے کی حیثیت سے شریک رہے آپ کا تعلق صوبہ متحدہ کے اُس زمینداروں کے خاندان سے ہے جو سرحد سے آکر یہاں آباد ہوا۔
آپ اب مسلم علیگڑھ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ہیں

از اصغر القادری قندھاری
صدر مجلس اتحاد المسلمین قندھار شریف

مبارکباد عید الضحیٰ

بصد شوق و تمنا عید آن عید الضحیٰ آمد
رہ حق الخلیل و اسوۂ شمس الضحیٰ آمد

ذبیح از من اللہی شد مبارک صالحین را دین
مجاہد گامزن از علائے دین مصطفیٰ آمد

وفاق مملکت اسلامیہ شد جادہ پیما شو
کہ ظلمت رفع خواہد شد کہ دین بدر الدجیٰ آمد

جناح مرزا علی عبد الکریم و مفتی اعظم
لیاقت مانکی آں خادمان مصطفیٰ آمد

شہیدان بہادر در دہلی و بنگال و پنجابی
نشد خوں رائیگاں ایشاں کہ وقت ارتقا آمد

ندیدی تو بہ غزوات ہمہ بر مدد مومن
جنود آسمانی کرد فتح از سما آمد

ضمانت کامیابی ہست مومن شو مجاہد شو
مدد غیبی را اسد اصغر کہ فرمان خدا آمد

مہاجرین و انصار

محمد احمد علی مرشد

عزیز بچو۔ جب اپنے آقائے دو عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں پر مکہ والوں نے زمین تنگ کردی تو وہ اللہ کے حکم پر مدینہ ہجرت کرکر آگئے۔ مدینہ والوں نے سینے سے آنے والے مسلمانوں کی مدد کی اور انصار بن گئے اس کے بدلے میں رسول اکرم نے اپنی آخری آرام گاہ مدینہ منورہ ہی میں بنالی آج کل اپنے ملک حیدرآباد میں بھی ہندوستانی علاقے کے کچھ مسلمان آگئے ہیں۔ یہ لوگ اپنے وطن میں اپنا سب کچھ چھوڑکر آپ کے مہمان بن گئے ہیں۔ مصیبت میں مدد کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے۔ اگر مجبور اور بے بس انسان پر رحم کرنے والا کسی انسان کے سینہ میں نہیں ہے تو وہ انسان نہیں ہے اس لئے اگر ہم آج ان مہاجرین کی مدد نہ کریں تو دنیا ہم کو جانور کہیگی۔ پیارے بچو میں صرف آپکو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ ان مہاجرین کی کیا مدد کرسکتے ہیں۔ آپکو معلوم ہونا چاہیے کہ آپ بھی بہت کچھ ان کی مدد کرسکتے ہیں۔ مہاجرین کے ساتھ بچے بھی ہیں بڑے بڑوں کی اور بچے بچوں کی مدد کرسکتے ہیں۔ مہاجر بچوں کے سرپرستوں کے پاس اس وقت کپڑے اور کتابیں کچھ نہیں ہیں وہ پریشان اور بدحال ہیں۔ اگر آپ اپنے کپڑے کتابیں کاپیاں اور قلم دوات ان بچوں کے لئے انکے کیمپوں میں روانہ کریں تو یہ بچے کپڑے بھی پہن سکتے ہیں اور پڑھ بھی سکتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ جو کچھ بھی دینا چاہیں وہ اپنے اپنے محلہ میں ان لوگوں کو دے سکتے ہیں جو مہاجرین کی امداد کا کام انجام دیے رہے۔ آپکے اس عمل سے مہاجرین بچے آپکے ممنون ہونگے اور آپ بڑے پیارے بچے ہوجائینگے خدا اور رسول آپ سے خوش ہونگے جب خدا و رسول آپ سے خوش ہوجائینگے تو آپ اس دنیا میں ترقی کریں گے۔۔۔

ننھا مجاہد

آسی رام نگری

سنہ ۱۹۲۱ء کی بات ہے یونانیوں اور ترکوں کی جنگ کا شباب تھا۔ تلوار کے دھنی

ترک حریف کے کئی مقبوضات فتح کر چکے تھے۔ جون کا آغاز تھا باد نسیم آہستہ آہستہ چل رہی تھی۔ ترک سواروں کا ایک چھوٹا سا دستہ ایک سنسان راستے سے آہستہ آہستہ حریف کی طرف جا رہا تھا یہ جماعت کچھ سپاہیوں، ایک افسر اور ایک سارجنٹ پر مشتمل تھی۔

سواروں کی تیز نگاہیں ہر طرف دوڑ کر دشمن کا سراغ تلاش کر رہی تھیں چلتے چلتے وہ گھنے درختوں سے گھری ہوئی ایک چھوٹی سی جھونپڑی کے قریب آئے دروازے پر ایک بارہ سالہ لڑکا کھڑا ہوا چاقو سے ایک پتلی سی چھڑی چھیل رہا تھا۔ جھونپڑی کے اوپر چھوٹا سا ہلالی پرچم لہرا رہا تھا اس کے اندر کوئی نہ تھا۔

لڑکے نے سواروں کو آتے دیکھا تو چھڑی پھینک کر ادب سے کھڑا ہو گیا اور کمال سنجیدگی سے سلام کیا اس کی حسین اور بلند پیشانی صبح کی روشنی میں چمک رہی تھی اس کے سیاہ گھونگریالے بال اس کے معصوم حسن وجمال کو دوبالا کر رہے تھے اس کے جسم پر صرف ایک قمیص تھی جس کے کھلے ہوئے گلے کے بٹن سے اس کی مرمریں گردن نظر آ رہی تھی۔

تم یہاں کیسے کھڑے ہو؟ افسر نے گھوڑا روکتے ہوئے پوچھا "تمہارے گھر والے کہاں گئے"؟

"میرے کوئی نہیں ہے۔" لڑکا نے نرم آواز میں جواب دیا "میں تنہا ہوں۔ خود ہی کوئی نہ کوئی کام کر کے اپنی زندگی کے دن گذار رہا ہوں اس وقت یہاں جنگ میں ترکوں کی فتح دیکھنے کیلئے کھڑا ہوں۔

ترک افسر کا چہرہ محبت و مسرت سے چمک اٹھا اس نے پوچھا۔ تم نے یونانیوں کو اس طرف آتے دیکھا ہے۔

افسر خاموش ہو کر کچھ دیر تک سوچتا رہا پھر گھوڑے سے اترا اور سپاہیوں کو وہیں چھوڑ کر جھونپڑی میں گھس گیا اور اس کی چھت پر چڑھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا جھونپڑی

زیادہ اونچی نہ تھی اس لئے وہ دور تک نہ دیکھ سکا چھت سے نیچے اترتے ہوئے افسر نے دل میں کہا،، درخت پر چڑھتا ہوگا۔

جھونپڑی کے سامنے ایک گھنا درخت جھونپڑی پر اپنا سایہ ڈال رہا تھا۔ افسر خیالات کی رو میں بہہ رہا تھا وہ کبھی درخت کی طرف دیکھتا کبھی سپاہیوں کی طرف دفعتًا اس نے مڑکر لڑکے کی طرف دیکھا۔ کیوں جی! تم پوری طرح دیکھ سکتے ہو؟۔

،، ہیں؟ اوہ! میں ایک میل پر اترتی ہوئی چیل کو دیکھ سکتا ہوں لڑکے نے جواب دیا۔

،، تم اس درخت کے اوپر بھی چڑھ سکتے ہو!

،، اس درخت پر ایک سکنڈ میں،،

،، اور تم جو کچھ وہاں سے دیکھو گے بتا سکو گے۔

ضرور!

،، تمہاری اس امداد و عنایت کے لئے کیا دینا ہوگا؟،،

کیا دینا ہوگا ——— ؟ لڑکے نے سوال کو دہرایا خوب ہر چند کہ میں لٹی ہوئی بہار ہوں لیکن اتنا گیا گذرا بھی نہیں کہ مادر وطن کی خدمت کا معاوضہ لوں ——! لڑکے نے تن کر کہا۔ ،،میں ترک ہوں ——!،، افسر کا دل پھڑک اٹھا اس نے کمال حیرت سے لڑکے کی طرف دیکھ کر کہا،، اے مادر وطن کے قابل فخر فرزند۔ اگر مادر وطن کی آغوش میں تیرے جیسے فدائی موجود ہیں تو خدا نے چاہا تو ہم یقینًا مظفر و منصور ہوں گے اچھا سنبھل کر درخت پر چڑھ جاؤ،، ،،بہت اچھا ابھی چڑھتا ہوں —— ذرا جوتے اتار لوں ——،، لڑکے نے اپنا جوتہ اور ٹوپی اتار کر ایک طرف گھاس پر رکھ دیا اور اپنے بازؤں کو درخت کے تنے سے پیوست کر دیا لیکن دیکھو —— افسر نے اشارہ سے لڑکے کو روکتے ہوئے کہا۔ اس کے دل میں کسی نامعلوم خطرہ کا احساس ہو رہا تھا لڑکے نے اپنی گردن موڑی۔ اس کی سیاہ چمکدار آنکھوں میں ایک سوال تھا۔

"اچھا ــــ کچھ رک کر افسر نے کہا ــــ چڑھ جاؤ"

چند لمحوں میں لڑکا درخت کی چوٹی پر پہنچ گیا اس کا جسم تنے سے چپٹا ہوا تھا پیر ٹہنوں میں چھپے ہوئے تھے لیکن کمر کے اوپر کے حصے کو چھپانے کیلئے وہاں کوئی چیز نہ تھی۔ آفتاب کی تیز کرنیں اس کے حسین چہرے پر پڑکر اسے اور بھی تابناک بنا رہی تھی افسر اسے اچھی طرح دیکھ نہ سکتا تہا۔ چھوٹا لڑکا اونچے درخت کی چوٹی پر اور بھی چھوٹا معلوم ہو رہا تھا۔

"اپنے داہنی طرف دیکھو"! افسر نے تفکر لہجے میں کہا۔

لڑکے نے اچھی طرح دیکھنے کیلئے اپنے داہنے ہاتھ کو درخت سے ہٹاکر آنکھوں پر سایہ کیا۔

"کیا دیکھتے ہو؟" افسر نے پوچھا

لڑکا نیچے کی طرف جھکا اور اپنے ہاتھ منہ پر لگا کر بولا "سیدھی سڑک پر دو سپاہی"

"یہاں سے کتنے فاصلے پر؟"

"قریباً آدھ میل پر!" لڑکے نے جواب دیا۔

"کیا وہ چل پھر رہے ہیں۔"

"جی نہیں ــ"

کچھ دیر خاموش رہ کر افسر نے پوچھا " بائیں طرف دیکھو کیا ہے۔

لڑکے نے بائیں طرف دیکھ کر کہا " قبرستان کے قریب درختوں میں کوئی چیز چمک رہی ہیں ٹھیک نہیں کہہ سکتا، غالباً سنگین ہیں۔

"کیا کوئی آدمی بھی ہیں۔

میں نہیں سمجھتا ہوں وہ درختوں کے پیچھے کھیتوں میں چھپے ہیں۔ لڑکے کا جملہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ ایک گولی ہوا میں سرسراتی ہوئی نکل گئی۔

اتر آؤ! فوراً اتر آؤ ــــ" افسر چلاتے ہوئے کہا۔ انہوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ میں اور کچھ نہیں چاہتا۔ اتر آؤ"

"مجھے کوئی خوف نہیں ہے"! لڑکے نے کمال استقلال سے جواب دیا۔

نہیں اتر آؤ۔ کہتے ہوئے افسر نے پوچھا۔"اب داہنی طرف کیا ہے۔

" داہنی طرف ــــ؟

" ہاں تمہارے داہنی طرف ــ"

لڑکا داہنے طرف جھکا ساتھ ہی دوسری گولی ہی سرسراتی ہوئی اس مرتبہ گولی درخت کے بالکل قریب سے گئی تھی۔

"اتر آؤ ــــ افسر نے چیخ کر کہا۔

ہاں! ہاں میں فوراً اتر آتا ہوں۔ لڑکے نے جواب دیا میں درخت کی اوٹ میں ہوں۔

آپ بائیں طرف کی حالت جاننا چاہتے ہیں

"بے شک افسر نے جواب دیا۔"لیکن تم فوراً اتر آؤ"

بائیں طرف ــــ لڑکے نے اس طرف اپنے جسم کو موڑتے ہوئے کہا ــــ

"ایک چھوٹا سا ــــ"

تیسری گولی ہوا میں سرسرائی۔ لڑکا گھوما وہ ایک لمحہ تک ــ درخت سے چپٹا رہا۔ لیکن سر کے بل ہاتھ پھیلائے ہوئے زمین پر آرہا۔

"آہ!

افسر چیخا لڑکا منہ کے بل زمین پر پڑا تھا۔ اس کے بائیں پھیپھڑے سے خون کی دھار جارہی تھی۔ سارجنٹ اور دوسرے سپاہی گھوڑے سے کود پڑے افسر جھک کر لڑکے کی قمیص کے بٹن کھولے گولی اس کے بائیں پھیپھڑے میں پیوست ہو چکی

مرگیا ـــــــــ ؟ افسر نے پوچھا

نہیں ابھی زندہ ہے سارجنٹ نے اسے دیکھتے ہوئے کہا ـ !

آہ ! بہادر بچے ! افسر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا ـ

"شاباش شاباش !

اس نے اپنا رومال زخم پر باندھا بچے نے آنکھیں کھولیں اور آخری بار چاروں طرف دیکھ کر ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند کر لیں ـ

سردار کا چہرہ اتر گیا ـ اس نے بچے کو سینے سے لگایا ـ پھر گھاس پر لٹا کر حسرت سے دیکھنے لگا ـ سارجنٹ اور دوسرے سپاہی بھی پرنم آنکھوں سے مادر وطن کے اس ننھے فدائی کی صورت دیکھ رہے تھے ـ

"آہ بہادر بچے ! تو کتنا جری تھا ـــــــــ ؟ سردار نے بھرائی ہوئی آواز سے کہا پھر جھونپڑی کی چھت پر چڑھ کر جھنڈا اُتارا اور کسی طرح بچے کے مردہ جسم کو ڈھک کر صرف چہرہ کھلا رہنے دیا سارجنٹ نے چاقو، ٹوپی، جوتے اور چھلی ہوئی چھڑی اٹھا کر اس کے پاس رکھ دی ایک لمحہ تک سب خاموش کھڑے رہے پھر سردار نے سارجنٹ کی طرف دیکھا ہم اس کیلئے آدمی بھیجد ینگے سارجنٹ نے کہا ـ

نہیں اس نے بہادر سپاہیوں کی طرح جان دی ہے اس لئے سپاہی اس کی آخری خدمت انجام دیں گے ـ

ابھی سردار کا جملہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ ہوا میں سرسراتی ہوئی دو گولیاں پھر آئیں سردار نے دوڑ کر بچے کے ہاتھ چومے اور ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے سپاہیوں کو گھوڑوں پر چڑھنے کے لئے اشارہ کیا سپاہی فوراً اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوگئے اور قدم ملا کر راہ لی ـ

شام ہوگئی مسافر مشرق سارے دن کے سفر سے درماندہ ہو کر کنارہ اختیار ...

لینے کی تیاریاں کرنے لگا اس کی خون آشام کرنیں اب ہر طرف پھیل رہی تھیں۔

دور سے سپاہیوں کا ایک بڑا دستہ چلا آرہا تھا سپاہی اس جھونپڑی کے قریب پہنچے تو ان کی نظریں اس بچے پر پڑیں وہ اسکا کارنامہ سن چکے تھے اس لئے فوراً اپنی تلواروں سے اس کی تعظیم کی پھر ایک افسر نے کچھ پھول توڑ کر اس کے اوپر ڈالے اس کے بعد سارے سپاہیوں نے ایسا ہی کیا بچے کا جسم پھولوں سے ڈھک گیا چونکہ دشمن سر پر تھے تجہیز و تکفین کا موقع نہ تھا اس لئے ناچار دستہ آگے بڑھا۔

چلتے وقت ہر سپاہی اور افسر نے اس بہادر لڑکے کو مبارکباد دی۔ ایک سردار نے اپنا تمغہ اتار کر اس کے اوپر پھینک دیا دوسرے نے اس کی ٹھنڈی پیشانی کا بوسہ دیا۔ مادر وطن کے اس ننھے فدائی کے معصوم ہونٹوں پر مسرت رقص کر رہی تھی وہ مادر وطن کی عزت و ناموس کیلئے قربان ہو کر مسرور و شادماں تھا۔ (ماخوذ از کہانیاں دہلی)

رضیہ سجیدہ جعفر حسین
کٹلمنڈی

صرف تین چیزیں

تین چیزوں سے محبت کرو	شجاعت، شرافت، الفت
تین چیزوں کی قدر کرو	مذہب، انصاف، انکساری
تین چیزوں سے عزت کرو	ذہن، لیاقت، خوشی
تین چیزوں سے خوش رہو	اچھائی، کشادہ دلی، آزادی
تین چیزوں کی تمنا کرو	صحت، دوست، حلال غذا
تین چیزوں کی دعا کرو	ایمان، امن، صفائی قلب
تین چیزوں کو عزیز رکھو	عقل، پیش بینی، استقلال
تین چیزوں کو پسند کرو	شفقت، خلق، خوش دلی

تین چیزوں کو بڑھاؤ ۔ اچھی کتابیں، اچھے دوست، اچھے کام
تین چیزوں کے لئے لڑو ۔ عزت۔ ملک دوست
تین چیزوں کو اختیار میں رکھو ۔ غصہ، غرض زبان ـــ!!

سید داؤد علی
چمن گوڑی گوڑہ

آج کل کے مسلمان

آج صرف ہندوستان میں ۱۰ کروڑ سے زاید مسلمان زندگی بسر کرتے ہیں لیکن پیارے بچو اگر تم چراغ لیکر تلاش کرو تب بھی تمہیں سچے مسلمان بہت کم نظر آئینگے۔ کلمہ لاالہ الااللہ کے پڑھنے والوں نمازوں کے ادا کرنیوالوں اور روزہ رکھنے والوں کی ابھی کمی نہیں ہے لیکن وہ مسلمان جو سچے مسلمان کہے جانے کے قابل ہوں شاید اب زمین پر بہت کم نظر آئینگے۔ یونان کے ایک بہت بڑے مشہور حکیم کا ایک قصہ مشہور ہے کہ وہ ایک مرتبہ دن کو چراغ لیکر شہر کی گلیوں میں پھرنے لگا۔ کسی نے پوچھا کہ اے دیوانے دن میں چراغ لیکر کیا ڈھونڈتا ہے اس نے جواب دیا کہ "آدمی"، حالانکہ اسوقت بھی اسی طرح دو ہاتھ اور دو پیر رکھنے والے آدمی موجود تھے لیکن اس حکیم کو کوئی آدمی ایسا نہیں ملتا تھا جیسا کہ آدمی ہونا چاہیے کہ سچ ہے آدمی کو بھی میسر نہیں انسان ہونا بالکل یہی حال آج کل مسلمانوں کا ہے ہر جگہ تمہیں ہزاروں ایسے مسلمان ملینگے جنکی پیشانیوں پر سجدوں کے نشان ہونگے جنکی انگلیاں ہر وقت تسبیح کے دانوں کو گننے میں مصروف ہونگی جنکی زبان پر سبحان اللہ بحمدہ کے سوا کچھ نہ ہوگا لیکن دلوں کے اندر بغض کینہ حسد اشک بھرا ہوگا۔ ایسے مسلمانوں کی مثال اس خوبصورت برتن سے دیجا سکتی ہے جسکے اوپر کے حصہ پر چاندی کی قلعی ہو لیکن اسکے اندر نجاست بھری ہوی ہو قرآن مجید اور حدیث میں ایسے مسلمانوں کو بہت برا بتلایا گیا ہے لیکن آج ایسے مسلمانوں کی کثرت ہے جس مسلمان سے ملو بظاہر وہ تمہارا بہت ہی ہمدرد اور خیرخواہ نظر آئیگا لیکن جب موقع ہاتھ آئیگا تو ایسا ہاتھ مارے گا کہ زندگی بھر تم اسکو نہ بھولینگے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے

کہ خیر خواہی کے پردے میں دیرینہ کینے نکالے جاتے ہیں یعنی بہت ہمدردانہ مشفقانہ لہجے میں ایسے مشورے دئے جاتے ہیں جن پر اگر انسان عمل کرے تو گویا خود اپنے ہاتھوں کی کلہاڑی سے اپنے پیر زخمی کر دے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ شربت میں زہر ملا کر پلایا جاتا ہے تاکہ اپنی ہمدردی بھی قایم رہے اور پینے والا مر بھی جائے۔

بہت سے ایسے بھی ناسمجھ ہیں جو کسی شخص سے اپنا کام نکالنے کیلئے پشتہا پشت کے احسانات شمار کراتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں خدا نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے احسانات جتلاتے ہیں ان کے احسانات بالکل خاک میں مل جاتے ہیں کیونکہ احسان جتلانے کے بعد گویا وہ شخص اپنے احسان کا بدلہ دنیا ہی میں لے لیتا ہے جو مسلمان دولتمند ہیں وہ خود بھی ہر قسم کی مکاریوں سے کام لیتے ہیں۔ اور اپنے ساتھ غریب مسلمان کو بھی پیستے ہیں۔ کیونکہ غریب اکثر امیروں کے دست نگر ہوتے ہیں۔ جو انکی مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے اور اگر کچھ کریں تو انکی جڑ کھود کر پھینکدی جائے یہی وجہ ہے کہ امیروں کو خوش رکھنے کیلئے غریبوں کو جھوٹ بولنا پڑتا ہے تاکہ وہ سب کے نزدیک اچھے بنے رہیں۔ حالانکہ ایسے مسلمان خدا کے نزدیک بہت ہی برے ہیں مسلمان کو ہمیشہ سچی بات کہنی چاہئے۔ خواہ اس سے ناراض ہو یا خوش ہو چاہے اُسے تکلیف برداشت کرنی پڑے یا مرجانا پڑے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ منصور عباسی نے ایک ایسی بات کا اقرار کرانا چاہا جو آپکے عقیدہ کے خلاف تھی انہوں نے اسکی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا منصور بہت ہی بارعب خلیفہ تھا اُس نے حکم دیا کہ انکی مشکیں کسدی جائیں۔ اور پیٹھ پر ستر کوڑے مارے جائیں چنانچہ مشکیں اسطرح کس دی گئیں کہ دونوں بازو اکھڑ گئے کوڑوں کا تو ذکر ہی نہیں۔ اور شہر میں پھرانے کیلئے اونٹ پر سوار کرکے بھیجا ئے گئے جب بہت سے لوگ آپکے اردگرد جمع ہو گئے تو آپنے اسی حالت میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں مالک ابن انس کا بیٹا ہوں مجھ پر جبر کرکے منصور اپنی ایک غلط بات منوا رہا ہے لیکن مجھے اسکی

بات ماننے سے انکار ہے۔

دنیا کے تمام مسلمانوں کو اسی طرح اپنی رائے پر مضبوط ہونا چاہیئے اور کبھی کسی سے ڈرنا نہیں چاہیں۔ لیکن آج کل کے مسلمان اسقدر کمزور ہیں کہ امیروں کے خوف سے کبھی اپنے دل کی بات نہیں ظاہر کرتے۔

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں مسلمانوں کی دلیری اور سچائی کا یہ حال تھا کہ ایک دن جب حضرت عمر رض نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ میں جو کچھ تم لوگوں سے کہونگا اُسے تم لوگ ضرور مانو گے،، تو ایک بدوی نے اٹھ کر کہا کہ ہم ہرگز تیری بات نہیں مانینگے کیونکہ ہمیں تیرے انصاف میں فتور نظر آتا ہے اسوقت تیرے جسم پر جو لباس ہے وہ اُسی چادر کا بنا ہوا ہے جو آپ کی مال غنیمت کی تقسیم کے وقت تجھے ملی ہے لیکن وہ چادر اتنی لمبی نہیں تھی کہ اس سے تیرا سارا جسم ڈھک سکتا۔ پھر ضرور تم نے اپنے حصے سے زیادہ لی اسلئے ہم تمہاری بات ہرگز نہ مانینگے حضرت عمرؓ اس سوال کا جواب دینے کیلئے اپنے بیٹے کو بلوایا جنہوں نے بیان کیا کہ میں نے اپنے حصے کی چادر بھی والد ماجد کو دیدی تھی اب اس جواب سے اُس شخص کو تسکین ہو گئی اور اس نے کہا کہ ہاں اب کہو ہم تمہاری بات ضرور مانینگے لیکن اب ایسے مسلمان زمین کے نیچے دفن ہیں آجکل کے مسلمان اپنی زبانوں سے اپنے کو مسلمان کہتے ہیں لیکن انکے اندر اسلام کی کوئی بات بھی نہیں ہے۔ مسلم کے ناظرین کو ان واقعات سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اپنے کو اتنا ہی سچا۔ آزاد۔ بے خوف مسلمان بنانا چاہیئے۔ مسلمانوں کی تمام کمزوریوں کی اصلی وجہ یہی ہے کہ وہ زبان سے مسلمان ہیں لیکن عملاً نہیں۔

اہل قلم حضرات سے استدعا

براہ کرم اقوال زرین روانہ فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں۔

سعید عو غیفر
آغا پورہ

اچھی اچھی باتیں

۱۔ سرمہ اندھے کو بینا نہیں کر سکتا۔
۲۔ رکاوٹوں کی وجہ سے ناامید اور مصیبتوں کی وجہ سے پریشان نہ ہونا چاہیے۔
۳۔ جس نے دنیا میں نیک نامی سے زندگی بسر کی اس کو حیات جاوید نصیب ہو گی۔
۴۔ زنگ خوردہ لوہا صیقل سے بھی صاف نہیں ہو سکتا۔
۵۔ ناموافق دوست کی صحبت سے تو دوری ہی بہتر ہے۔
۶۔ کمینے لوگ اقبال مندوں کی تباہی کی دعا کرتے ہیں۔
۷۔ بغیر زر کے کسی پر زور نہیں چل سکتا۔
۸۔ اگر بارش کا ہر قطرہ موتی ہو جاتا تو موتی کوڑی مول لکا کرتا۔
۹۔ غصہ کی آگ پہلے غصے والے کو جلاتی ہے۔
۱۰۔ جس نے حرص چھوڑی اس کو بادشاہی نصیب ہو گی۔
۱۱۔ اگرچہ قرابت داروں سے محبت ضروری چیز ہے مگر بے ایمان عزیزوں سے تو قطع تعلق ہی بہتر ہے۔

(عبدالمجید خاں مدرس مدرسہ وسطانیہ کنوٹ)

۱۔ آرزو کی کثرت انسان کو برباد کر دیتی ہے۔
۲۔ عالم وہ شخص ہے جس میں جلد بازی اور غصہ نہ ہو۔
۳۔ سچی بات خواہ کسی کی ہو خاموشی کے ساتھ قبول کر لینا چاہیئے۔
۴۔ انسان کچھ کھو کر ہی سیکھا کرتا ہے۔
۵۔ گندے خیالات وجذبات دراصل مرض کی مختلف صورتیں ہیں

بچوں کا واحد ترجمان
ماہنامہ
حیدرآباد دکن
مدیر
محمد صدیق جمال صدیقی

بچوں کا واحد ترجمان

ماہنامہ مسلم حیدرآباد دکن

چندہ سالانہ مع محصول ڈاک (عہ)
فی پرچہ (۴؍)

مقام اشاعت
محلہ گلبلگوڑہ حیدرآباد دکن

جلد (۱)	شوال المکرم و ذیقعدہ ۱۳۶۶ھ	شمارہ (۱۰ و ۱۱)

فہرست مضامین

شذرات

مسلم کے ہر چھوٹے بڑے پڑھنے والے کی خدمت میں عید کی مبارکباد پیش کیجاتی ہے
اس کے ساتھ ہی دوسری مبارکباد آزادی کی دی جاتی ہے۔

عزیز بچو! ۱۵ اگست ۱۹۴۷ء سے تم آزاد ملک کے بچے کہلا رہے ہو تم کو معلوم ہے کہ آزادی
انسان کا پیدائشی حق ہے اور یہ حق تم کو مل گیا اب تم خدا سے دعا کرو کہ یہ حق قائم رہے۔ اس آزادی
کو قائم رکھنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ خدا کے حکموں کو مانو اور راستی اختیار کرو۔ نیک بچے بنو۔ اور
بڑے ہو کر نیک آدمی کہلاؤ۔ اس کے لئے دنیا کے قانون سے زیادہ خدائی قانون کا ماننا ضروری
ہے کیونکہ دنیا کے قانون بنانے والے اور ان کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا دینے والے ہر
ہر قانون کی نگرانی نہیں کر سکتے لیکن خدا علانیہ پوشیدہ اپنے ہر قانون کی نگرانی کرتا ہے اس لئے سزا
اور بدلہ برابر دے گا یہی سبب ہے مسلمان خدا کو حاضر و ناظر جان کر ہر وقت برائی سے بچتا ہے
اگر تم خدا کے خوف سے برے کام نہ کرو اور نیک ہو جاؤ تو خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور یہ آزادی
تمہارے لئے مضبوط ہو جائے گی۔ مملکت آصفیہ حیدرآباد کے ہر مسلمان آزادی پسند بچے کی طرف
سے ہمارا نعرہ ہے

آزاد حیدرآباد زندہ باد

از شاکر ہاشمی

مبارکباد

مبارک قائد اعظم سے پاکستان کے بانی
مبارک عید کہتی ہے مبارک ہو ہمارے بانی

ہمارا وارث قائد بن کے ہے تو عرش سے آیا
کریگا فرش پر خالق ہی اب تیری نگہبانی

ابھی آزاد اقوام ہیں جو غیروں کی گودوں میں پلتے ہیں
نظر آئیگی جب منزل تو کیا ہوگی پشیمانی

مبارکباد دینے آئے ہیں آج تجھ کو دل دیتے
بہادر ترک و افغان و عرب ایران کے ایرانی

جو لعنت کفر کا نام ہو جائے تو اس تک دار لعنت
صدا تکبیر کی منکر نہ دیکھا کون [illegible] باقی

[illegible] الحمد اللہ بندوں میں تم تیرا ملک ہو گا
طلوع شرق کے معنی ہیں ظلمت کی پریشانی

[illegible] ہمت حیدر ہیں تو مسلم کا حامی ہے
تیرا حیدر نگہباں ہے ہے تجھ پر فضل ربانی

اے سرخرو ملک پاک کے قائد مبارک تجھکو پاکستاں
مگر لازم ہے تجھ کو ہندوالوں کی بھی نگرانی

خدایا لاج رکھنا انکی عزت اور حرمت کی
ترے محبوب کی امت کی جو کرتے ہیں دربانی

معذرت کاغذ کی کمی کی وجہ سے دو شمارے ایک ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ اب کاغذ کا انتظام کر لیا گیا ہے آئندہ سے ہر ماہ شائع ہوا کرے گا۔ امید کہ ہمارے خریدار صاحبین ہمیں معاف فرمائیں گے۔

میر اقبال علی اڈوکیٹ

مالک بن دینار کا صبر

حضرت مالک بن دینار علیہ الرحمۃ نے ایک یہودی کے پڑوس میں ایک گھر کرایہ پر لیا۔ حضرت مالک بن دینارؒ کا حجرہ اس یہودی کے مکان کے دروازہ کے سامنے تھا۔ یہودی نے دروازہ پر پرنالہ بنا رکھا تھا اور ہمیشہ اُس پرنالہ کی راہ سے حضرت مالک بن دینار کے مکان میں نجاست پھینکا کرتا تھا جس سے اکثر آپ کی جا نماز ناپاک ہوجاتی تھی مگر آپ برابر صبر سے کام لیتے اور کبھی یہودی سے اشارۃً بھی نہ کہا۔ یہودی ایک مدت تک ایسا ہی کرتا رہا آخرکار ایک روز یہودی نے خود ہی کہا کہ حضرت میرے پرنالہ سے کچھ تکلیف تو نہیں ہے۔ تب آپ نے فرمایا کہ تکلیف تو ہے مگر میں نے ایک جھاڑو رکھ لی ہے جو نجاست پرنالہ سے گرتی ہے اُس کو جھاڑو سے بہا کر دھو ڈالتا ہوں اللہ اللہ کیا روادار صابر تھے مسلمان یہودی نے کہا آپ اس قدر تکلیف کیوں سہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جناب خدا کا حکم ہے کہ جو لوگ غم کھاتے ہیں اور غصہ کو پیتے ہیں انہیں ثواب ملتا ہے۔ یہودی یہ سُنکر بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا آپ کا دین بہت ہی اچھا ہے کہ آپ خدا کی دوستی کے لئے دشمن کی تکلیف دہی گوارا کرتے ہیں اور ناراض نہیں ہوتے یہ کہہ کر وہ مسلمان ہوگیا سچ ہے اچھے اخلاق کا اسی طرح اثر ہوا کرتا ہے۔

مسلمانوں میں جب تک یہ نیک اخلاق پائے جاتے تھے دوسرے مذہبوں کے لوگ مسلمانوں کی پاک حالتوں کو دیکھ کر خود بخود مسلمان ہوجایا کرتے تھے جس دن سے مسلمانوں نے اخلاق محمدی سے منہ موڑ لیا ہے وہ اغیار کی نظروں میں بے وقعت ہوگئے ہیں اور آج نوبت

یہاں تک سچ کہی ہے کہ مسلمان بد اخلاقی میں مشہور ہیں۔

اے اسلام کے نونہالو! اب تمہیں چاہیے کہ اپنے اخلاق و عادات کو درست رکھو اور اسلامی شعار کو اختیار کرو تاکہ تم دنیا میں نیک نامی حاصل کرسکو۔

محمد فیض اللہ خاں
محلہ گلبہ الموڑہ

توکل

توکل کے لفظی معنی بھروسہ یا اعتماد کرنا ہے۔ خدا پر بھروسہ کرنے سے کیا مطلب ہے؟ کہ ہم کچھ بھی نہ کریں اور سب خدا پر چھوڑ دیں! گھر میں بیٹھے رہیں اور یہ کہیں کہ اللہ منہ میں نوالا پہنچا دیگا۔ ہرگز نہیں۔ اگر ہمارے آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ توکل کے یہی معنی سمجھے ہوتے تو ہرگز گھر سے باہر قدم نہ رکھتے۔ دشمنوں کی خبر رکھتے نہ ظالموں کی روک کرتے نہ کہیں فوج بھیجتے نہ ان کے لئے روپیہ۔ دو جماعتوں نے جنگ سے واپس ہونے کا ارادہ کر لیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت ہوئی کہ مومن خدا پر توکل کیا کرتے ہیں تو معلوم ہوا کہ جنگ لڑنا ہی توکل تھا جنگ نہ لڑنا خلاف توکل تھا۔ توکل کے معنی اسباب سے کام لینا ہے تمہارے پاس جتنے بھی جائز طریقے ہوں تم اپنے کامیاب ہونے کے لئے استعمال کرو۔ اور نتیجہ کو خدا پر چھوڑ دو توکل انسان کی ہمت بڑھانے والی چیز ہے اور مصیبت کے وقت ہمت ہارنے سے روکتا ہے۔ ایک بار ہمارے پیغمبر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ اونٹ کو خدا کے توکل پر کھلا چھوڑ دوں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے گھٹنے کو رسی سے باندھ دو اور توکل کرو یعنی اسباب سے کام لو اور نتیجہ کو خدا پر چھوڑ دو۔ حدیث شریف میں ایک مثال یہ بھی آئی ہے کہ تم جب توکل کرو تم کو رزق دیگا جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے کہ صبح کو بھوکا نکلتا ہے اور شام کے

وقت پیٹ بھر کر آتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکال لینا کہ طلب معاش کی ضرورت نہیں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ عزیزو پرندکو گھونسلے میں رزق نہیں ملتا۔ بلکہ پرند رزق کی تلاش میں نکلتا ہے تو اُسے مل بھی جاتا ہے۔ یعنی مطلب ہے کہ اگر تم تلاش کرو گے تو تم کو بھوکا نہیں مارے گا۔

غلام کریم اسد
(ابن)
عرف حبیب پاشا

عدالتِ حضرت عمرؓ

ایک مرتبہ دو مسافر زید اور عمرو ایک سرائے میں مقیم ہوئے ناشتہ کی غرض سے زید کے پاس ۵ روٹیاں اور عمرو کے پاس تین روٹیاں تھیں۔ ابھی کھانے کو ہی بیٹھے تھے کہ تیسرا شخص بکر اسی سرائے میں آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس کچھ کھانے کو نہیں ہے لاؤ ہم تم مل کر کھالیں اور جو کچھ قیمت مناسب ہوگی وہ میں ادا کر دونگا۔ چنانچہ وہ تینوں شخص ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا اور بکر نے کھانا کھانے کے وقت ۸ درہم اُن کو دیئے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ میری پانچ روٹیاں تھیں پانچ درہم مجھے دیدو اور تین روٹیاں تمہاری تھیں اس لئے تین درہم تم لے لو مگر عمرو اس فیصلہ پر راضی نہ ہوا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ جھگڑا اُن سے طے نہ ہوسکا اور حضرت عمرؓ کے پاس پیش کیا گیا انھوں نے فرمایا۔ ۸ روٹیاں تھیں اور تین آدمی اس لئے ہر روٹی کے تین حصے کرو یہ ۲۴ ہوئے اور اس طرح ہر شخص نے آٹھ آٹھ ٹکڑے کھائے مگر زید کی روٹیوں کے ۱۵ ٹکڑے تھے اُس نے آٹھ خود کھائے اور ایک بکر کو دیا اس واسطے سات درہم زید کو ملنے چاہئیں۔ اور ایک عمرو کو۔

محمد عبدالرزاق
بمبئی

خدا کے نیک بندے

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پاک باز اور دیندار خلیفہ گذرے ہیں۔ بنی امیہ کے بادشاہوں میں سب سے زیادہ مشہور ہیں۔ ایک دن آپ سے کسی نے پوچھا کہ جب آپ خلیفہ (بادشاہ) نہ تھے تو ایسا اعلیٰ لباس پہنتے تھے۔ جس کا ایک گز دس اشرفیوں کو ملتا تھا اور اب خلیفہ ہو کر یہ لباس جو ایک اشرفی کو دس گز آتا ہے پہنتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا! اس وقت میں خلافت کا آرزومند تھا اور وہ بغیر لباس فاخرہ کے نہیں ملتی تھی۔ اب طالب بہشت ہوں اور وہ اس لباس سے ملتی ہے۔ خدا کے نیک بندے دولت اور بلند مرتبہ پاکر زیادہ عاجز اور منکسر المزاج بن جاتے ہیں

محمد عمر جمال

خلیفہ مامون کے زمانے میں ایک مکار نبی نبوت کا دعویٰ کیا۔ سپاہیوں نے گرفتار کر کے خلیفہ کے سامنے حاضر کیا۔ مامون نے کہا میں اسی وقت آپ سے ایک سیب چاہتا ہوں جب چاہوں کہ تم یہ حاضر کرو۔ جھوٹا نبی بڑا ہی چالاک و عیار تھا فوراً بولا۔ میں حضور سے تین دن کی مہلت چاہتا ہوں

مامون۔ نہیں میں ابھی اور اسی وقت چاہتا ہوں۔

جھوٹا نبی۔ حضور نے بالکل انصاف سے کام نہیں لیا۔ خود خداوند کریم جس نے زمین و آسمان کو چند دنوں میں پیدا کر دیا وہ تو سیب کو تین ماہ سے کم میں پیدا نہیں کرتا۔ اور آپ مجھے

تین دن کی بھی فرصت نہیں دیتے۔ جب پروردگار عالم خود تین ماہ میں سیب کو پیدا کرتا ہے تو اُس کے نبی کی کیا مجال جو دم بھر میں پیدا کرے حضور کو تین دن تو صبر سے کام لینا پڑے گا۔

مامون اس حاضر جوابی پر ہنس پڑا اور انعام و اکرام دینے کے بعد کہہ دیا کہ اب دعوئے نبوت نہ کیجئے۔

چودہ بڑی غلطیاں

---

(۱) اپنی پسند کے موافق کسی بات کو صحیح یا غلط قرار دینا اور پھر اُس کی دوسروں سے تائید کرانا۔

(۲) دوسروں کے عیش و آرام کا اپنے عیش و آرام سے اندازہ لگانا۔

(۳) تمام لوگوں سے یکساں رائے کی توقع رکھنا۔

(۴) نوجوانوں سے تجربہ و عقل اور رائے کی امید رکھنا۔

(۵) مختلف طبیعتوں کے لوگوں کو ایک ہی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرنا۔

(۶) ذرا ذرا سی باتوں پر اڑے رہنا۔

(۷) اپنے افعال میں افضلیت کی توقع رکھنا۔

(۸) جس چیز کا حاصل کرنا ممکن نہیں اُس کے لئے اپنے آپ کو اور دوسروں کو رنج میں ڈالنا۔

(۹) کسی کے بوجھ کو ہلکا نہ کرنا بشرطیکہ امکان میں ہو۔

(۱۰) دوسروں کی کمزوریوں کا خیال نہ کرنا۔

(۱۱) جو کام ہم نہیں کر سکتے اُس کو ناممکن خیال کرنا۔

(۱۲) جو بات ہماری ناقص سمجھ میں آسکتی ہے صرف اُسی پر یقین رکھنا۔

(۱۳) اس امر کی توقع رکھنا کہ ہم ہر بات کے سمجھنے کے اہل ہیں۔

(۱۴) دنیا کے کاموں میں اس طرح مصروف رہنا کہ گویا ہمیں مرنا ہی نہیں ہے۔

میر شرافت علی عرف قیصر
دیورکنڈہ

یادِ وطن

باغِ جنت سے سوا ہے مجھے گلزارِ وطن
گُل سے بھی بڑھ کے سمجھتا ہوں میں ہر خارِ وطن

عید سے بڑھ کے خوشی ہوتی ہے غربت میں مجھے
کبھی قسمت سے جو ملتا ہے کوئی یارِ وطن

مصر کی شاہی سے کنعاں کی گدائی تھی پسند
روز و شب رہتے تھے یوسف بھی طلبگارِ وطن

نہ پسند آئے کبھی ظلِ ہما غربت میں
اس سے بہتر ہے مجھے سایۂ دیوارِ وطن

کچھ دواؤں سے اثر ہو نہیں سکتا اے طبیب
میں ہوں بیمارِ وطن مجھکو ہے آزارِ وطن

یہ دعا آیازؔ کی ہے شام و سحر غربت میں
جلد حاصل ہو خدایا مجھے دیدارِ وطن

خط و کتابت کے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضروری ہے۔

ڈاک والے کی غلطی سے ۲۵ تاریخ تک پرچہ نہ پہنچے تو دفتر کو اطلاع دیجئے تاکہ دوسرا پرچہ روانہ کیا جاسکے۔

سعیدہ رقیہ
آنما پورہ

اچھی اچھی باتیں

(۱) مشک کو جس قدر رگڑو اور زیادہ مہکتا ہے۔

(۲) صبح سفر کا خواب بہتیری مسافر کی منزل کھوٹی کر دیتا ہے۔

(۳) ناپائیدار کو گلے کا ہار نہ بنایا جائے۔

(۴) دوست کو اس قدر طاقتور نہ بناؤ کہ کبھی دشمن ہو کر تمہیں کو پچھاڑ دے۔

(۵) دربانوں کی جھڑکیاں سننے سے تو بہتر ہے کہ دولتمندوں کی نوازش پر لات مار دو۔

(۶) ریتیلے اور چٹیل جنگل میں پیاسے کی پیاس موتیوں سے نہیں بجھ سکتی۔

(۷) روز کی ملاقات شاق گذرنے سے تو مشتاق رہنا ہی اچھا ہے۔

(۸) ہر کمال کو زوال ہے۔

(۹) ہرجائی کو دوست نہ بناؤ ورنہ تم کو دربدر پھرنا پڑے گا۔

(۱۰) جو دوسروں کے عیب تمہارے سامنے بیان کرتا ہے یقین کرو کہ وہ ضرور تمہارا عیب بھی دوسروں سے بیان کرتا ہوگا۔

(۱۱) سیم و زر پتھر سے نکلتے ہیں مگر سب پتھروں میں سیم و زر نہیں ہوا کرتا۔

(۱۲) اگرچہ بزرگوں پر اعتراض کرنا بڑی بے ادبی ہے۔ لیکن بے ادبی کے خیال سے چپ ہو جانا بھی ایک قسم کی خیانت اور جاں نثاری کے خلاف ہے۔

ماخوذ

سوال و جواب

سوال۔ بدعت کے کچھ کام بتائیے۔

جواب۔ لوگوں نے ہزاروں بدعتیں نکالی ہیں۔ چند بدعتیں یہ ہیں۔ پختہ قبریں بنانا دھوم دھام سے عرس کرنا۔ قبروں پر چراغ جلانا۔ قبروں پر چادریں اور غلاف چڑھانا میت کے مکان پر کھانے کے لئے جمع ہونا۔ شادی میں سہرا باندھنا۔ بدھی پہنانا۔ اور ہر جائز مستحب کام پر ایسی شرطیں لگانا جن کا شریعت سے ثبوت نہ ہو بدعت ہے۔

محمد عارف آصف نگر

سوال۔ توبہ کس وقت قبول ہوتی ہے۔

جواب۔ جب انسان مرنے لگے اور عذاب کے فرشتے اُس کے سامنے آجائیں اور حلق میں دم آجائے اس وقت کی توبہ قبول نہیں ہوتی اور اس حالت سے پہلے ہر وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے

عبدالرحیم وساڑواڑ

سوال۔ نماز وتر واجب ہے یا سنت۔

جواب۔ نماز وتر واجب ہے اس کے پڑھنے کی تاکید فرض نمازوں کے برابر ہے اور چھوٹ جائے تو قضا پڑھنا واجب ہے بلا عذر قصداً چھوڑنا بڑا گناہ ہے۔

محمد علی گوجرانوالہ

سوال۔ غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب۔ اگر غسل کے وقت بدن ننگا ہو تو قبلہ کی طرف منہ کرنا نا جائز ہے اور ستر چھپا ہوا ہو تو مضائقہ نہیں۔

سوال۔ کسی پیر ولی کی منت ماننی کیسی ہے؟

جواب۔ خدا تعالیٰ کے سوا اور کی منت ماننی حرام ہے کیونکہ منت بھی ایک طرح کی عبادت ہے اور عبادت کا خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی مستحق نہیں۔

شیر محمد خاں۔ قدیم جالنہ

سوال۔ کیا معجزۂ شق القمر صحیح ہے۔

جواب۔ صحیح ہے۔

محمد یوسف خاں
متعلم نظام آباد

سونے سے بہتر

(۱) اگر بڑا بننا چاہتے ہو تو پہلے چھوٹا بنو۔

(۲) ادنیٰ درجہ کے کام پر قناعت نہ کرو۔ بلکہ ایک بلند نصب العین کو سامنے رکھو اور اس کو حاصل کرنے کی لگاتار کوشش کرو۔

(۳) دیانت۔ محنت۔ استقلال اور کفایت ترقی کی عمارت کے بنیادی پتھر ہیں۔

(۴) بے فکری۔ کاہلی۔ بددلی۔ بددیانتی اور وعدہ خلافی کامیابی کے بڑے دشمن ہیں۔

(۵) وعدہ نہ کرو۔ کرو تو ان کے ہر ایک لفظ کی پابندی کرو
(۶) دنیا کے حادثات سے لڑو۔ مشکلات سے جنگ کرو لیکن ہمت نہ ہارو۔
(۷) جو کام خود کر سکتے ہو اس کے لئے ملازم مت رکھو۔
(۸) ادھورے کام مت کرو۔ بلکہ جو کام شروع کرو اس کو پورا کرکے چھوڑو۔
(۹) تمام ضروری خط و کتابت کی نقل رکھو اور لین دین و اوقات رکھو۔
(۱۰) کسی بات کو یادداشت پر مت چھوڑو بلکہ لکھ لیا کرو۔

محمد عبدالستار
کوتکوڑہ

بات کرنے کے آداب

پیارے بچو! ان اچھی اچھی باتوں کو پڑھو اور عمل کرو۔ زیادہ باتیں نہ کرو۔ کیونکہ زیادہ باتیں کرنا دانش کی کمی اور عقل کی ہلکی کا نشان اور بے وقعتی کا باعث ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ خوش الحان ہونے کے باوجود زیادہ باتیں نہ کرتے بلکہ بہت اعتدال سے کلام کیا کرتے تھے یہاں تک کہ کسی ایسی مجلس میں بہت دیر تک رہتے سارے کلمات حق گنے جا سکتے تھے۔ ابوذر جمہر نے کہا ہے کہ جب کسی شخص کو بے ضرورت بہت باتیں کرتے دیکھو تو یقین جانو کہ وہ دیوانہ ہے اور اس کی باتوں کو سچ مت سمجھو اور بعض حکماء نے کہا ہے کہ بہت دفعہ سوچے پھر بات کرے اور بار بار بات نہ کرے مگر اس وقت جب اسکی ضرورت

واقف ہو جائے اور اس وقت چاہیے کہ دہرانے سے تنگ نہ آجائے اور جو شخص حکایت بیان کرتا ہو اگرچہ وہ اچھی طرح واقف نہیں ہے تو آپ کو چاہیے کہ اپنی واقفیت اس پر اظہار نہ کرے اگر کوئی شخص اپنی بات ختم نہ کرے اس کا جواب نہ دو نیز آپ کے سوا کسی اور سے سوال کرے اس کا جواب نہ دو اور اگر کسی جماعت سے پوچھیں جن میں آپ بھی داخل ہوں تو دوسروں پر سبقت نہ لے جاؤ اور اگر کوئی جواب میں مشغول ہو اور وہ آپ سے بہتر جواب پر قادر ہو تو چاہیے کہ آپ صبر کریں حتیٰ کہ وہ اپنا جواب ختم کرے تو پھر اپنا جواب اس طریقہ سے بیان کرو کہ پہلے شخص پر طعن نہ ہو اگر کوئی دو شخص پوشیدہ طور پر بات کر رہے ہیں تو اس بات کو چوری چوری نہ سنے۔

بزرگوں سے اشارتاً بات نہ کرو اور نہ ہی دھیمی اور نہ ہی بلند آواز سے بلکہ اعتدال سے آواز نکالو۔ فرض کرو آپس کی درمیانی گفتگو میں کوئی بات مشکل ہو تو مثال سے واضح کرو اور بغیر مصلحت کے لمبی چوڑی تقریر میں کوشش نہ کرو بلکہ اختصار کا راستہ طے کرو عجیب الفاظ اور بعید از عقل باتیں نہ کیا کرو۔ اور فحش اور گالی سے بچو۔ اور اگر فاحش امر کی تعبیر کی ضرورت ہو تو اشارے اور کنایے پر ہی اکتفا کرو۔ ایسی گراں باتوں سے پرہیز کریں جو دشمنی کی کشش کا باعث ہو۔ ہر مقام و حال کے اقتضا کے مطابق بات کرو۔ اور باہمی گفتگو میں ہاتھ اور آنکھ و ابرو سے اشارہ نہ کرو۔ مگر لطیف اشارہ جو مناسب ہو۔ مشکل باتیں ایسے شخص سے نہ کہے جو نہ سمجھ سکتا ہو۔ ہر شخص سے اس کی عقل کے مطابق بات کرے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "ہم انبیاء کے گروہ کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے ان کی عقلوں کی مطابق کلام کریں"۔ اور باہمی گفتگو میں نرمی کے طریق کی رعایت رکھے اور کسی آدمی کی حرکات و افعال و اقوال کی نقل نہ اتارے اور وحشت والی باتیں نہ کرے اور غیبت۔ غمازی بہتان اور جھوٹ کہنے اور سننے سے کلی طور پر بچنا ضروری خیال کرو۔ اور ایسے آدمیوں کے پاس نہ بیٹھو جو اس کا سننا کہنے سے زیادہ ہو۔

خواجہ عبدالولی انور
متعلم دہم سدی پبلک

خط

عزیز دوست راشد

تسلیم۔

واقعی میں تم کو تعجب ہوگا کہ مجھ جیسے شخص میں ایک انقلاب رونما ہوا۔ یہ نہیں کہ شہر جاکر تمہیں کوئی خط نہیں لکھا بلکہ ——— دوست! مجھے وہ زمانہ بھی یاد آتا ہے اور یہ زمانہ بھی اور اس کے ساتھ ساتھ ایک گونہ مسرت ——— روحی مسرت دوست ——— کاش میں تم کو اپنی مسرت بتا سکتا۔

جس وقت میں تم سے جدا ہو رہا تھا اور جوں جوں ریل تم سے دور ہوتی جا رہی تھی ویسے ویسے دکھ ہو رہا تھا لیکن شہر جانے کی مسرت اور مستقبل کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے سبز باغ بنا ہوا تھا شہر کا تصور ——— صاف ستھری سڑکیں ——— برقی قمقمے ——— سینما گھر ——— چائے خانے میری آنکھوں میں ناچ رہے تھے۔ اخبار میرے سامنے تھا اور میں ایک سیاسی لیڈر کی طرح سینما کے اشتہار بڑی توجہ سے پڑھ رہا تھا اور دماغ میں کھیلوں کا پروگرام بن رہا تھا کہ محمود کے ساتھ اوّل کھیل مسعود کے ساتھ دوم اور ——— اس طرح کے پروگرام تھے وہ۔

مگر راشد جانے کے بعد کیا ہوا ——— محمود اور مسعود ایک دو مرتبہ میرے ساتھ کھیل دیکھنے آئے اس کے بعد خالو ابا کے خوف سے وہ لوگ سینما کا نام تک نہ لیتے تھے میں تو بالکل آزاد تھا الٹے محلے کے بچوں کے ساتھ کھیل دیکھنے جایا کرتا مگر دھیرے دھیرے خالو ابا مجھے بھی روک ٹوک کرنے لگے۔

گھر کا تو یہ حال تھا صبح کی اذاں ہوئی سب کے سب نماز کے لیے اٹھ بیٹھے مگر مجھ منحوس سے

صبح صبح اٹھا بھی نہ جاتا تھا۔ آخر سب کی دیکھا دیکھی صبح صبح اٹھنے جی لگا اور چند روز بعد کبھی کبھار نماز بھی پڑھ ڈالی۔ رمضان المبارک کا مہینہ آیا سب چھوٹے بڑے روزہ رکھتا لیکن مجھے توفیق نہ ہوئی۔ البتہ سحر کی گڑبڑ میں اٹھ جاتا۔ رضیہ کو دیکھ کر حیرت ہوتی کہ اتنی چھوٹی لڑکی روزہ رکھ سکتی ہے کیا میں روزہ نہیں رکھ سکتا یہ خیال آنا تھا کہ بچھونے سے اٹھ بیٹھا اور سب کے ساتھ سحری کھانے میں شریک ہوگیا سب لوگ میرے اچانک ارادے پر متعجب ہو رہے ہوئے دوپہر تک تو وقت کٹ گیا لیکن اس کے بعد سے ہوائیاں اڑنے لگیں چپکے چپکے چوری سے کمرے میں جاکر دو تین موز کھا لئے اور روزہ دار کا منہ بنا کر پھر گھومنے لگا لیکن شام اس وقت دل ملامت کر رہا تھا لعن طعن کر رہا تھا اور پھر رہا نہ گیا تھک کر رضیہ کے سامنے ڈوب مرنا چاہیے آخر میں مغرب کی نماز کے بعد توبہ و استغفار کی اور گڑگڑا کر بارگاہ رب العزت میں معافی چاہی کہ اب کبھی ایسا نہ ہوگا۔

دوسرا دن میں نے پورا کر لیا تیسرا چوتھا اس طرح اب میرے بیس روزے ہو گئے ہیں اب تک کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ برابر پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں۔ خالہ ابا اب میرے سے بہت خوش ہیں اب تو گھر کا گھر مجھے بہت چاہتا ہے۔ پرسوں گاؤں سے ابا تشریف لائے ہیں مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے خالہ اماں نے نماز روزوں کی تعریف کرتے ہوئے وہ گن گا دئے۔ ابا پھولا نہ سمائے اور عید کے لیے مجھے ایک بہترین شیروانی بنوا رہے ہیں جس کو میں پہن کر تم سے ملوں گا۔

نانا میاں سچ کہتے تھے صحبت کا اثر بہت جلد ہوتا ہے۔ ورنہ وہی مولوی صاحب دینیات کے گھنٹے میں نماز کے لئے پیٹتے تھے اور بچوں کا یہ حال کہ ادھر دینیات کی گھنٹی ہلی ادھر گھر کو چلائے۔

اچھا دوست اذان ہو رہی ہے تراویح کو جانا ہے خدا حافظ۔ خالد۔ شوکت کو سلام۔

سید نور اللہ حسینی

حق پرستی

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اللہ ابو الہیثم پر رحم کرے۔ ایک دن آپ کے لڑکے عبداللہ نے پوچھا کہ اباجان ابو الہیثم کون ہے جس کی مغفرت کے لئے آپ دعا کرتے رہتے ہیں۔ فرمایا جس دن مجھ کو سپاہی معتصم کے دربار میں لے گئے اور کوڑے مارے گئے تو جب ہم راہ سے گذر رہے تھے ایک آدمی مجھ سے ملا اور کہا مجھ کو پہچانتے ہو۔ میں مشہور چور اور عیار ابو الہیثم حداد ہوں۔ میرا نام شاہی دفتر میں لکھا ہوا ہے بارہا چوری کرتے پکڑا گیا اور بڑی بڑی سزائیں جھیلیں۔ صرف کوڑوں کی مار اگر گنوں تو سب ملا کر ۸۰ ہوتے ہیں تو میری پیٹھ پر ضرور پڑی ہونگی لیکن اس کے باوجود بھی میرے استقلال کا یہ حال ہے کہ اب تک چوری سے باز نہ آیا۔ جب کوڑے کھا کر جیل سے باہر آیا سیدھا چوری کی تاک میں چلا گیا میں ایک بُرے کام کے لئے اس قدر مستقل رہا افسوس تم پر اگر اللہ کے کام اور حق پرستی کی راہ میں تم مجھ جیسا استقلال نہ دکھلا سکو۔ میں نے جب یہ سنا اپنے جی میں کہا اگر حق کی خاطر اتنا بھی نہ کر سکے جتنا دنیا کی خاطر ایک چور اور ڈاکو کر رہا ہے تو ہماری بندگی پر ہزار افسوس اور ہماری خدا پرستی سے بت پرستی لاکھ درجے بہتر ہے۔ پیارے بچو آجکل تم دیکھتے ہو کہ لوگ سچ بات صرف اس لئے نہیں کہتے کہ سننے والے کو بُری معلوم ہوگی اور اگر وہ طاقتور ہوگا تو تو سزا دیگا۔ تمہارا خود یہ حال ہے کہ تم اپنے استاد یا والدین سے بیسیوں قسم کے جھوٹ سزا سے بچنے کے لئے بول دیتے ہو حالانکہ ایک مسلمان بچے کو کبھی جھوٹ نہ بولنا چاہیئے۔ حضرت امام احمد کا ایک واقعہ ہے کہ خلیفہ معتصم نے ان سے ایک ایسی بات تسلیم کرانی چاہی جو ان کے نزدیک غلط تھی۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ تم جب تک اس بات کو خدا کی

کتاب اور رسول کی حدیث میں نہیں دکھلاؤ گے میں اسے ہرگز نہ مانوں گا معتصم بڑے رعب و داب کا خلیفہ تھا اس نے امام صاحب کو قید کروادیا اور قید خانہ بخوشی چلے گئے۔ چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالی گئیں۔ وہ پھولوں کے بیڑیاں میں کہہ کر پہن لیا اسی حالت میں بغداد سے طرطوس بھجوائے گئے اور حکم دیا گیا بلا کسی مدد کے خود ہی اونٹ پر سوار ہوں اور خود ہی اونٹ پر سے اتریں اس کو بھی امام صاحب نے قبول کر لیا۔ بوجھل بیڑیوں کی وجہ سے ہل نہیں سکتے تھے اٹھتے تھے اور گر پڑتے تھے۔ عین رمضان کے مہینے میں بھوکے پیاسے چلتی دھوپ میں بٹھائے گئے اور پیٹھ پر لگاتار اس طرح کوڑے لگائے گئے کہ ہر جلاد دو ضربیں پوری قوت سے لگاکر پیچھے ہٹ جاتا تھا اور پھر نیا تازہ دم جلاد اس کی جگہ لیتا اس کو بھی خوشی خوشی برداشت کر لیا۔ لیکن ہر کوڑے کے بعد برابر یہی کہتے رہے کہ میں معتصم کی بات اس وقت تک نہ مانونگا جب تک وہ مجھے قرآن و حدیث کے اندر نہ دکھلاوے گا۔ ایک مرتبہ معتصم خود امام کے سامنے کھڑا ہوا اور جلادوں کا مجمع ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھا۔ معتصم نے کہا! اے احمد میں تم پر اپنے بیٹے سے بھی زیادہ شفیق ہوں۔ اگر تم میری بات مان لو تو میں تمہاری بیڑیاں کھول دوں۔ امام صاحب نے جواب دیا میں تمہاری بات ماننے کے واسطے تیار ہوں بشرطیکہ تم مجھے اللہ کی کتاب اور رسول کی حدیث میں اپنی بات دکھلادو۔ جب امام صاحب پر بہت زیادہ مظالم ہونے لگے تو مولویوں کی ایک جماعت نے جاکر کہا کہ جان بچانے کے لئے معتصم کی بات مان لیجئے۔ یہ مذہب اسلام میں جائز ہے۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ جب رسول اللہؐ کے ساتھیوں نے مکہ کے مشرکین سے پریشان ہو کر درخواست کی کہ آپ ہمارے لئے دعا کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ تھے جن کے سروں پر آرہ چلایا جاتا تھا اور جسم لکڑی کی طرح چیر ڈالے جاتے تھے۔ مگر ان ساری مصیبتوں کے باوجود بھی انہوں نے حق بات سے انکار نہیں کیا۔ پھر بتلاؤ کہ میں اس حدیث کو کیا کروں مولویوں کی جماعت یہ سن کر واپس چلی گئی۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ امام صاحب کو (۸۰) کوڑے ایسے سخت

ماسے گئے کہ اگر ہاتھی کو مارنے جاتے وہ صحیح اشتا لیکن انہوں نے اف تک نہ کی۔ اس واقعہ کو پڑھو اور غور کرو کہ لوگ معمولی خوف سے سچ کو جھوٹ اور حق کو ناحق بنا دیتے ہیں۔ کاش ناظرین مسلم امام صاحب کے اس واقعہ سے سبق حاصل کریں اور سچ بات کی ایسی ہی عزت کریں جیسی امام صاحب نے کی۔

بچوں کی مسلم لیگ برادری کے نئے ممبر

اس سلسلہ نمبر کو لیگ نمبر تصور فرمائیے

---

(۳۵) واجد نعیم الدین جماعت ہفتم چادر گھاٹ مڈل اسکول

(۳۶) محمد راشد حسین زبیری سلطان شاہی مکان ۱۳۸۰

(۳۷) آزاد نصیر امیری سنٹر اسکول آف کامرس رسالہ عبداللہ۔

(۳۸) لوکہ حسن میاں بیگن پلی اسٹینٹ۔

(۳۹) خواجہ عبدالولی الور مدرسہ فوقانیہ سدی پیٹھ۔

(۴۰) سید فضل حسین جماعت پنجم مدرسہ عالیہ۔

(۴۱) میر مصطفےٰ علی اکبر جماعت دہم سٹی کالج

(۴۲) سید احمد حسینی جماعت ششم گورنمنٹ ہائی اسکول کرنول۔

(۴۳) خواجہ منظور حسین جماعت ہشتم مدرسہ فوقانیہ ہنمکنڈہ۔

(۴۴) محمد یوسف خاں جماعت ہشتم مدرسہ فوقانیہ نظام آباد۔

(۴۵) محمد عبد الفیاض تاجر پارچہ نظام آباد۔

(۴۶) محمد عمر میاں محلہ ... پورہ۔

(۴۷) ناجی احسن محلہ بیگم بازار۔

(۴۸) عبد الرب ولد عبد الواحد۔ عثمان آباد

(۴۹) نصیر الدین محلہ مغلپورہ۔

صحیح حل آسان معمہ نمبر (۴)

۲ ک	■	م	ل	۱ ا	ج
ر	م	س	۳ پ	■	س
ی	غ	د	ی	ع	د
م	ر	ن	ل	و	■
■	پ	ا	ا	ن	ر
■	ر	ز	■	■	س

صحیح حل موصول نہیں ہوا۔ ایک غلطی والا ایک عدد نصیر الدین صاحب ساکن قاضی پورہ وصول ہوا اس لئے نصیر الدین صاحب مبلغ (عہ) کے انعام کے مستحق قرار پائے۔

مبلغ تیس روپیے کے نقد انعامات

صحیح حل پر (۱۵) - ایک غلطی پر (۱۰) - دو غلطی پر (۵)

آسان معمّہ نمبر (۵)

سوال	۱	۲	۳	۴	۵
(۱) ایک عزیز ترین رشتہ	■		ا		■
(۲) انگریزی مہینہ				ب	ر
(۳) مسلم قوم کے محبوب رہنما	ج		ا		■
(۴) سلطنت مغلیہ کا بانی			ب	ر	■
(۵) میں رنگ پسند کرتا ہوں			ل	ا	■
(۶) آدمی اپنے اسکو کبھی نہیں بھولتا	ب			ن	■

نام .... پتہ ....

مدیر مسلم کے فیصلہ سے مجھے اتفاق ہے۔ دستخط

مسلم کا ہر پڑھنے والا ۱۵ ذی الحجہ ۶۶ھ تک اپنا حل روانہ کرسکتا ہے۔ حل کے ساتھ دو آنے کے ٹکٹ آنا لازمی ہے ورنہ حل قبول نہ ہوگا۔

۲۱

عظیم تر حیدرآباد کی عظیم الشان مصنوعات

رُوح تازہ کمپنی نے

عطر جناح و جناح سینٹ

پیکیٹ کلاں عا؍ — پیکیٹ کلاں عا؍

پیکیٹ خورد ۳؍ — پیکیٹ خورد ۳؍

بنا کر دکن کی اعلیٰ ترین مصنوعات میں اضافہ کردیا ہے عطر جناح و جناح سینٹ کو نہ صرف دکن میں عام مقبولیت حاصل ہوئی ہے بلکہ بیرون ملک بھی قدر کی نگاہ سے دیکھ رہا ہے عطر جناح و جناح سینٹ اپنی اعلیٰ ترین خوشبو کے لحاظ سے انتہائی لطیف و دیرپا ثابت ہوئی ہیں اسکے علاوہ روح تازہ کمپنی کی بیس سال سے نہایت کامیابی کیساتھ ہزاروں گھروں میں استعمال کیجانیوالی مصنوعات کا استعمال پیسے کی بچت اور صحت کی حفاظت کا بہترین ذریعہ قرار پائی ہیں۔

روغن آملہ برق مارکہ نیرنگ بہار ہیر آئیل
نورتن قوت باغ توام روح افزا برقی زردہ

حاجی محمد عبدالرزاق مینار اینڈ سنس جنرل مرچنٹس گلبرگہ شریف

اسٹاکسٹ:۔ نظام اسٹور اورنگ آباد۔ محمد عبدالرحیم محمد یعقوب رائچور۔ سید یوسف علی کنوٹ ضلع عادل آباد۔ معین الدین اینڈ برادرس نظام آباد۔

نوٹ:۔ ہندوستان کے ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

برقی نسوار فی ڈبیہ ۱۵ ار وغیرہ — شیشہ کلاں عا؍ — درمیان ۱۲؍ — ۱۰؍

روح تازہ کمپنی چمن گو لیگوڑہ حیدرآباد دکن شاخ مچھلی کمان